AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print): 3006-4759
Volume 1 Issue 1 (Jan-June 2024)

Exploring the Legal Status of Music in Shari'a: A Comprehensive Research Review

موسیقی کے جواز اور عدم جواز کی شرعی حیثیت: تحقیقی جائزہ

Ahmad Nawaz
M.Phil Scholar and Teacher of Islamic Studies and Arabic at Lahore

Dr Muhammad Yaqoob
Lecturer, National University of Modern Languages, Multan

Abstract

This research review explores whether music is considered lawful or not under Shari'a, the Islamic law. By examining various studies and opinions, the review looks into the diverse views within Islam on whether music is allowed or prohibited. It covers discussions from both the past and present, aiming to give a well-rounded understanding of the different perspectives regarding the Shari'a's stance on music. The goal is to provide a clear overview of the debates and interpretations within Islamic traditions about the permissibility of music. This research brings together findings from various studies, offering insights into the complex discussions surrounding music within the context of Islamic law.

Keywords: Shari'a, Music Legality, Islamic Jurisprudence, Permissibility, Research Review

تمہید

دور حاضر میں جبکہ طاغوتی طاقتیں نئے عالمی نظام کے نام پر تمام ملل و اقوام میں اپنی تہذیب داخل کر رہی ہیں اور ہر علاقے اور ملک کا میڈیا آزادی اظہار کے نام پر ان سے خوب معاونت بھی کر رہا ہے۔ اس وقت موسیقی اور گانا تمام تر تفریحات پر نہ صرف غالب آرہا ہے بلکہ نہایت خشک علمی تحقیقات اور سنجیدہ موضوعات کے اوقات میں بھی اس سے چھٹکارہ ممکن نہیں رہا۔ اور دوسری طرف دین کا حکم سمجھ کر ایک بڑا مسلم طبقہ اس سے بالکل نفور ہے، محسوس ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ امت مسلمہ میں ایک گہری خلیج پیدا کر دے گا، خصوصی طور پر جب کہ نعت رسول مقبول میں یہ بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکی، اور مذہبی ٹی وی چینل اپنے متانت سے بھرپور پروگراموں اور بعض انتہائی قابل قدر تبلیغی بیانات کے پس منظر میں بھی ہلکا ساز ڈال کر اسوۃ حسنہ کی امین امت میں قابل قبول بنا رہے ہیں۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے میں ربیع الاول کا ماہ شہرت رکھتا ہے، جس کی مناسبت سے بعض حلقے اسلامی طرز زندگی کا ایک مختلف اسلوب، عوام میں متعارف کروانے پر مصر ہیں جس کا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دور تک کوئی واسطہ نہیں۔ اور یہ سب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پہ فروغ پا رہا ہے، پس یہ ضروری ہے کہ دیکھا جائے کہ قرآن کریم سے اس ضمن میں کیا راہنمائی ملتی ہے؟ یہی وہ سوال ہے جو اس موضوع کو تحقیقی اصولوں پر پرکھنے کی اہمیت کو دوچند کر دیتا ہے لہذا ذیل کے صفحات میں اس موضوع پر قرآن و سنت کی روشنی میں اسلام کے حکم کو سمجھنے اور موسیقی اور گانے کی شرعی حیثیت کا تحقیقی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ آیا کہ موسیقی کا حکم کیا ہے۔ دور حاضر کی موسیقی اور قرون اولیٰ کی موسیقی میں کیا فرق ہے۔ ذیل میں موسیقی کی تعریف اور پھر اس کے بعد موسیقی ہے کیا اور انسان کا موسیقی کیساتھ تعلق کس حد تک رہا۔ قرآن میں جو موسیقی کی ممانعت آئی ہے اور سنت سے بھی اور پھر اسکی جواز کی کیا کیا صورتیں ہیں سب پر تفصیلا روشنی ڈالی گئی ہے۔

موسیقی کی تعریف

موسیقی (عربی سے ماخوذ۔ انگریزی: Music) فن کی ایک شکل ہے جس میں آواز اور خاموشی کو وقت میں ایسے ترتیب دیا جاتا ہے کہ اُس سے سُر پیدا ہوتے ہیں۔

CC BY

موسیقی شروع کیسے ہوئی؟ قرون اول کے لوگوں نے چیزیں ٹکرا کر ترنگ قائم کیا یا اپنی آواز سے گیت بکھیرے؟ ان کے پاس موسیقی کے آلات کیا تھے؟ کیا موسیقی ہمیشہ سے انسانی معاشرے کے لیے اہم رہی ہی؟

یہ وہ سوالات ہیں، جن پر ماہرین ایک طویل عرصے سے تحقیق میں مصروف ہیں۔ حال ہی میں فرنٹیئر آف سوشیالوجی جریدے میں اس بابت ایک تحقیقی مضمون بھی شائع ہوا۔ ماہرین کے مطابق موسیقی کی کہانی، کئی معنوں میں خود انسان کی اپنی کہانی ہے۔

موسیقی کسے کہتے ہیں؟

اس سوال کے جواب مختلف ہو سکتے ہیں کیوں کہ موسیقی کے حوالے سے سب کا نظریہ اور خیال مختلف ہے۔ یونیورسٹی آف آکسفورڈ سے تعلق رکھنے والے جیری موئٹا کو کہتے ہیں، "موسیقی وہ آواز ہے، جو جذبات سے بھری ہو۔" اس تعریف کے اعتبار سے تو آپ بچے کو سلانے کے لیے لوری دیتی ماں کو بھی گلوکارہ قرار دے سکتے ہیں کیوں کہ اس آواز میں ممتا کے تمام جذبات موجود ہوتے ہیں، پر یہ 'آواز' تو گفتگو جیسی ہے۔ سوال یہ ہے کہ پھر گفتگو اور موسیقی کے درمیان فرق کیسے کیا جائے؟ آپ کے دماغ میں پہلا خیال آئے گا 'ردھم' یا لے اور آواز کا منظم اتار چڑھاؤ۔ اسی لیے ماہرین کے مطابق ہر شخص اپنے طور پر طے کرتا ہے کہ یہ گفتگو ہے یا موسیقی۔

انسان اور موسیقی

انسانوں نے کب گانا شروع کیا اگر آواز کے اتار چڑھاؤ پر قابو پانا گائیکی ہے، تو انسانوں نے آواز کے زیر و بم کب منظم انداز سے قابو کیے؟ سائنسدانوں نے انسانوں اور ان سے قبل کے انسان نماؤں کے جبڑے اور سریاں مطالعہ کیں، تاکہ معلوم ہو کہ کیا وہ آواز پیدا کرتے تھے؟ اور انہیں پیچ کنٹرول کرنے سے کوئی راہ تھی؟ قریب کوئی دس لاکھ برس قبل نیاندر تھالز اور موجودہ انسانوں کے جد امجد کے پاس آواز پیدا کرنے کی حس موجود تھی۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ گاتے تھے یا نہیں۔

موسیقی کا ایک اور اہم جز ہے لے۔ ہمارے آباؤاجداد نے غالبا تالی بجا کر لے قائم کی ہو گی۔ اسی لے کی بنیاد پر موسیقی کے ابتدائی آلات بھی تخلیق کیے گئے ہوں۔ پھر تالیاں دیر تک بجانے سے ظاہر ہے ہاتھوں میں درد ہوا ہو گا اور درد سے بچنے کے لیے لاٹھیاں ٹکرائی گئی ہوں گی۔ یہیں سے آواز کو لے دی گئی ہو گی۔ بہتر آواز پیدا کرنے کے لیے کھوکھلی لکڑیاں اور ہڈیاں استعمال کی گئی ہوں گی۔ محققین کو چالیس سے تینتالیس ہزار برس قبل کی گِدھوں اور راج ہنسوں کے پروں کی ہڈیاں ملیں ہیں، جنہیں غالبا اسی مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

اسی طرح مختلف غاروں سے بارہ ہزار سال پرانے کھوکھلے پتھر بھی ملے ہیں، جو ماضی کے انسان کے لیے یقینا موسیقی کا ایک آلہ ہوں گے۔ غار تو ویسے بھی فطری بازگشت کی ایک عمدہ جگہ ہوتی ہے۔

موسیقی کا ارتقا

موسیقی کا ارتقا کسی بھی دوسری شے کے ارتقا سے مختلف نہیں ہے۔ بلکہ سائنسدان تو یہاں تک کہتے ہیں کہ موسیقی بھی 'نیچرل سلیکشن' کے عمل سے مبرا نہیں اور اس کا ارتقا بھی حیواناتی اور نباتاتی ارتقا ہی کی طرح ہوا۔

یعنی ایک مسلسل تخلیقی، تحریک اور تباہی کا ایک مسلسل عمل، جس میں بقا صرف اس کے حصے میں آتی ہے، جو اتنا بہتر اور طاقت ور ہو کہ بچ سکے۔ موسیقی اور آلاتِ موسیقی بھی 'سروائیول فار فٹیسٹ' کے اصول ہی کے طور پر آگے بڑھے۔

القرآن

(ومن الناس یشتری لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم) [1]

ترجمہ: اور لوگوں میں سے وہ، جو ھو الحدیث، خریدتے ہیں، تاکہ علم کے بغیر اللہ کے راستہ سے گمراہ کریں۔ اس آیت میں "لھو" کے معنی کھیل تماشا اور اہم کاموں سے غافل کر دینے والا بتایا جاتا ہے۔

عمومی معنی میں کسی ایسی شے اور کام کے لئے بولا جاتا ہے جو ایک مومن کو اس کے مقصد تخلیق، فکر آخرت اور رضائے الٰہی کے حصول کے کاموں سے غافل کر دے، یا اس مفہوم میں معنوی وسعت پائی جاتی ہے، اور ہر غافل کر دینے والی چیز اور کام لھو الحدیث شمار ہو گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے خاص معنی بھی مراد لیا ہے، اور وہ غنا اور آلات موسیقی ہیں، جیسے عبد اللہ بن عباس، ابن مسعود اور جابر رضی اللہ عنہم، جبکہ تابعین میں سے حضرت عکرمہ، مجاہد، حسن بصری، میمون بن مہران، سعید بن جبیر، وغیرہ۔ [2]

دوسری آیت کریمہ:

افمن ہذا الحدیث تعجبون وتضحکون ولا تبکون وانتم سامدون [3]

ترجمہ: کیا تم اس کلام پر تعجب کرتے ہو، ہنستے ہو روتے نہیں، اور تم سامد (کھیل کود میں مست) ہو

علامہ قرطبی نے سورہ لقمان کی آیت ۶ کے ذیل میں دو آیات درج کی ہیں، ان میں سے ایک مذکورہ آیت ہے، ان آیات سے علمائے کرام، فقہائے عظام اور مفسرین نے حرمت موسیقی پر استدلال کیا ہے۔ اس آیت کریمہ کے ضمن میں ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حمیر کی زبان میں غنا کو سمود کہتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر بھی اپنی تفسیر میں یہ قول لائے ہیں۔ [4] سامد کا معنی تکبر، سر اٹھانا، غافل کرنا اور متحیر ہونا آتا ہے: [5] سامد لہو ولعب میں مبتلا، غافل، بھولنے والا، متکبر، کھڑا ہونے والا، حیران ہونے والا ہے۔ اسی طرح دیگر لغات عظیمہ میں بھی سامد بمعنی غنا بتایا گیا۔ [6]

cc BY

ابن عباس، عکرمہ اور ابو عبید رضی اللہ عنہم نے لاطینی زبان میں سمود کے معنی گانا بجانا بتائے ہیں۔ مولانا مودودی نے بھی آیت کریمہ میں موجود لفظ سامدون سے مراد گانا بجانا ہی لیا ہے اور آیت کا اشارہ اسی طرف ہے کہ کفار مکہ قرآن کی آواز دبانے اور لوگوں کی توجہ دوسری طرف ہٹانے کے لیے زور زور سے گانا شروع کر دیتے تھے۔ حضرت قتادہ نے اس کا معنی غافلون کیا ہے اور حضرت ضحاک کی رائے میں اس سے مراد لہو لعب میں مشغول ہونے والے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہا کے ایک قول کے مطابق لاھون کھیلنے والے اور ایک قول کے مطابقت کبر سے سینہ تان کر گزرنا ہے۔ لاھون کا معنی کھیلنے والے اور غافلون کا معنی غفلت میں پڑھنے والے اور گانے بجانے والے میں کوئی خاص معنوی فرق نہیں ہے۔ گانا بجانا بھی تفریح اور کھیل کہلاتا ہے اور کھیلنے والے بھی تفریح کرتے ہیں۔ گویا گانا بجا کر بھی تفریح کرنا اور کھیل کر تفریح کرنا دونوں ہی غفلت میں ڈالنے والے کام ہیں۔ اور غفلت میں ڈالنے والے کاموں میں گانا بجانا سب سے اول درجہ پر رہے اور عام کھیل بھی اگر ان میں لہو و لعب ہے تو غافل کرتے ہیں۔ لہذا ان مختلف اقوال میں ملنے والے مختلف الفاظ باہم مترادفات ہیں بلکہ اگر سامدون کا معنی کھیلنے والے کیا جائے تو اس میں زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ بعض کھیل اپنے وقت، مقاصد اور نوعیت کے اعتبار سے غفلت میں ڈالنے میں کم تر درجہ رکھتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر غافل کر دینے والا کھیل ہے۔ اس صورت میں تو تمام کھیل ہی اس آیت کی رو سے مذموم ٹھہرتے ہیں۔ مفسرین کرام، فقہائے عظام میں سے کثیر اہل علم نے اس سے مراد غنا ہی لیا ہے۔[7]

تیسری آیت کریمہ:

(واستفزز من استطعت منهم بصوتك واجلب عليهم بخيلك ورجلك وشاركهم في الاموال والاولاد وعدهم، ومايعدهم الشيطن الا غرورا)[8]

ترجمہ: ان مین سے جن پر تیرا بس چلے اپنی آواز سے پھسلا لے، ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لے مال اولاد میں ان کے ساتھ ساتھی بن جا اور ان سے وعدے کر لے اور شیطان ان سے محض دھوکے کے وعدے کرتا ہے۔

علامہ قرطبی نے سورۃ لقمان کی آیت کے تفسیری معنی کی وضاحت کے لیے یہ آیت بھی پیش کی ہے۔[9] اس آیت کریمہ میں شیطان کو اپنی صوت (آواز) سے لوگوں پھسلانے کی اجازت دی گئی ہے تاکہ اللہ اپنے صاحب استقامت مومن بندوں کو آزمائے اور پھر ان کی استقامت کے اجر و ثواب میں اضافہ کر دے۔ سوال یہ ہے کہ یہ صوت الشیطان کیا ہے؟ جو مخلوق خدا کو پھسلا کر اللہ سے دور کرتی اور ذکر الہی سے غافل کرتی ہے۔۔ صوت عربی زبان کا معروف لفظ ہے جس کے معنی آواز کے ہیں۔ گویا یہ ایک ایسی آواز ہے جو اللہ سے دور کرتی ہے اللہ سے دوری کے مختلف انداز ہو سکتے ہیں۔ اللہ کی ہستی کا انکار کرنا، اللہ کی وحدانیت کا اقرار نہ کرنا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اللہ کی نافرمانی کرنا، ذکر الہی سے غفلت پر اعلانیہ جرات کرنا شامل ہو سکتے ہیں۔ ان چھ صورتوں میں سے کچھ ایسی صورتیں ہیں، جو آواز کی محتاج نہیں لیکن کچھ ایسی صورتیں ہیں جن میں آواز بھی دیگر اسباب کی طرح ایک سبب ہے۔ مثلاً اللہ کی نافرمانی کرنا آواز سے بھی ہو سکتی ہے، قدم سے بھی اور ہاتھ سے بھی، آواز جیسے حدیث شریف میں ہے (صوتان ملعونان) دو قسم کی آواز میں ملعون ہیں جب کہ قدم اور ہاتھ کی نافرمانیاں مشہور ہیں۔ اس طرح ہاتھ، آنکھ، کان وغیرہ کے زنا کا تذکرہ بھی حدیث میں ہے۔ اس کی مثال اس طرح ہو سکتی ہے کہ ایک شخص شراب پی رہا ہے اب وہ زبان سے بالکل نہیں بول رہا ہے لیکن نافرمانی کر رہا ہے، دوسرا شخص کسی غریب یا مظلوم کو پتھر مار رہا ہے، البتہ اس مارنے والے کی زبان بند ہے یا وہ گونگا ہے تو وہ بھی اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے۔ تیسرا شخص چوری کرنے کی نیت سے گھر سے باہر قدم نکال رہا ہے وہ بھی نافرمانی کر رہا ہے۔ ایک شخص جو نہ چوری کرتا ہے نہ شراب پیتا ہے نہ کسی کا حق غصب کرتا ہے اور نہ کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہے لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے اسے بھی نافرمانی کرنے والا بتایا ہے۔ وہ ہے فحش گو اور فاجرانہ اور ممنوع کلام کرنے والا۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے شعراء کے بارے میں فرمایا[10] ایک اور شخص ہے اس کا کوئی بھی عمل ایسا نہیں کہ نافرمان کہلائے لیکن اس کے کان فحش گوئی، حرام کلام، شرکیہ کلمات اور دین کے منافی اشعار وغیرہ سن رہے ہیں اور اس سماعت سے لذت پا رہے ہیں۔ مزید سننے کا شوق رکھتے ہیں تو یہ بھی نافرمانی ہوئی (ماسوائے ان لوگوں کے جنھوں نے دلچسپی، خوشی اور شوق سے ایسی آوازوں پر توجہ نہ دی) اب یہ آخری شخص بھی نافرمان کہلائے گا اور یہ نافرمانی سراسر آواز ہی کی صورت میں ہے پھر بعض کلام ایسے استعاروں، اشاروں، ذو معنی جملوں اور محش الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے کہ جس کے سننے سے انسان ذکر الہی سے غافل رہتا ہے مثلاً اپنے گھروں میں اگر ہم دیکھیں تو ایک گھنٹہ بالفرض ڈرامہ دیکھنے پر لگا دیتے ہیں اور یہ ڈرامہ جھوٹ، اور فحش الفاظ پر مشتمل ہو تو گویا ایک گھنٹہ تک ہم اللہ کے ذکر سے غافل رہے۔ یہ غافل کس آواز نے کیا؟؟؟ اس طرح ایک شخص گاڑی پر اپنے گھر سے نکلا، بیٹھتے ہی گانا بجانے والا آلہ ٹیپ، سی ڈی وغیرہ چلا دیتا ہے۔ وہ دو گھنٹے کا سفر کر کے لاہور سے فیصل آباد پہنچتا ہے اس دوران اس نے مسلسل اللہ کے ذکر سے روگردانی کی، حتی کہ سفر کی دعاؤں کی سنت سے بھی محروم رہا، اللہ سے ان دعاؤں کے ذریعے نہ مانگ سکا، نہ ہم کلام ہو سکا اور اگر ہوا بھی تو اس صوررت میں کہ کان اس کا ساتھ نہ دے رہے، اور نہ دل یاد الہی میں دھڑک رہا۔۔۔ تو یہ ذکر کیا ہے۔۔ ایسے ذکر کی قبولیت کا تذکرہ کہاں، بلکہ ادائیگی نماز جیسے ذکر الہی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دل و دماغ اور تنہائی کی حضوری سے بہتر اور مقبول نماز بنانے کا حکم دیا۔ یہ شخص صوت بلکہ حسن صوت کے دلفریب سازوں کی بنا پر اللہ کی قربت سے پھسلا اور نافرمانی اور غفلت میں پڑ گیا۔ لہذا ہر وہ آواز جو انسان کو اپنے رب کے ذکر سے، اپنے وقت کے استفادے سے اور اپنے مقصد زندگی (عبادت و خدمت) سے چند لمحات کے لیے بھی غافل کر دے وہ صوت الشیطان ہو گی۔

عمرو بن شعیب اور علی بن عدیم جیسے اکابر مفسرین نے اس سے مراد غنا ہی لیا ہے۔

علامہ قرطبی صوت الشیطان سے مراد ہر اس شخص کی آواز لی ہے جو اللہ کی نافرمانی کی طرف دعوت دے۔[11]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے مراد غنا مزامیر اور کھیل تماشا لیا ہے۔ مجاہد نے بھی اس سے یہی مراد لیا ہے۔ ضحاک اسے مزمار کی آواز قرار دیتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ صوت الشیطان کو غنا تک محدود کیا جائے بلکہ اس کو وسعت دی جائے تاکہ تمام ایسی آوازیں جو اللہ سے دور کریں وہ سب صوت الشیطان ہیں لیکن غنا صوت الشیطان کا اہم ترین حصہ ہے۔ بلاشبہ غنا اور ساز کو اگر شیطان کی آواز سے نکال دیں تو یہ تو ایسے ہی رہ جائے گا جیسے ایک کامل ادیب کے ہاتھ سے قلم چھین لیا جائے۔

CC BY

اب سنت نبوی ﷺ سے دیکھتے ہیں نبی ﷺ ،انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، سلف صالحین، صوفیائے کرام، فقہاء سے غناء کا کیا تصور ملتا ہے

انبیاء کرام علیہم السلام کی خوش آوازی

خوش آوازی اور ترنم کے ساتھ جائز کلام سننے کا جواز انبیاء کرام علیہم السلام کے خوش الحان ہونے سے بھی ثابت ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مابعث اللہ نبیاً الا حسن الصوت "اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی مبعوث فرمایا انہیں خوش آوازی عطا فرمائی۔"[12]

دیگر محدثین کرام بشمول حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "نوادر الاصول فی احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (3: 33)" میں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (19: 176)" میں انبیاء علیہم السلام کے حسن الصوت کی روایت نقل کی ہے۔

جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ رب العزت نے کسی نہ کسی خاص خوبی سے نوازا جو اُن کی خصوصیت قرار پائی۔ ان میں سیدنا داؤد علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے امتیازی خوبی یعنی خوش آوازی عطا فرمائی جو رہتی دنیا تک "لحنِ داؤدی" کے نام سے زبان زدِ خاص و عام ہے۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

یَا أَبَا مُوسَى! لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ.[13]

ابو موسی! تحقیق تجھے آلِ داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی میں سے حصہ عطا کیا گیا ہے۔"

سیدنا داؤد علیہ السلام جب آپ اپنی مترنم آواز سے اللہ کا ذکر کرتے تو پہاڑ آپ کے ساتھ ہم آواز ہو جاتے کیونکہ وہ داؤد علیہ السلام کی آواز کے زیر و بم کو سمجھتے تھے۔ اِس ضمن میں قرآن حکیم فرماتا ہے: إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ O وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ O وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ۔[14]

حلال و حرام میں فرق ہی نغم مسرت اور دف بجانے سے ہے

دَف بجانے اور شادی کے خوب صورت گیتوں کے ذریعے نکاح کے کھلے عام اِعلان سے حلال اور حرام کا فرق واضح ہوتا ہے۔ محمد بن حاطب روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"حلال اور حرام نکاح کے مابین فرق آواز کا ہے یعنی (حلال نکاح کا اِعلان) دف بجا کر کیا جاتا ہے (جب کہ حرام چوری چھپے اور خاموشی سے کیا جاتا ہے)۔"[15]

(1. مصنف ابن ابی شیبہ، 3: 2945. حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 2: 201، رقم: 32750. السنن الکبری للبیہقی، 7: 289، رقم: 414471. المعجم الکبیر للطبرانی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت کی انصاری مرد سے شادی ہوگئی۔ اس موقع پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی کے گیت گانے کے بارے میں دریافت فرمایا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے کے الفاظ اس طرح ہیں مروی حدیث مبارکہ: کان فی حجری جاریۃ من الأنصار، فزوجتہا. قالت: فدخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم عرسہا، فلم یسمع غناء ولا لعبا. فقال: یاعائشۃ! ہل غنیتم علیہا أو لا تغنون علیہا؟ ثم قال: إن ہذا الحی من الأنصار یحبون الغناء.[16]

1. صحیح ابن حبان، 13: 18.

2. موارد الظمآن للہیثمی، 1: 494، رقم: 2016

"میرے پاس ایک انصاری لڑکی رہا کرتی تھی، میں نے اس کی شادی کروائی۔ وہ فرماتی ہیں: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کی شادی کے روز میرے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی نغمہ سنا نہ کوئی تفریح دیکھی۔ اِس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے عائشہ! تم اس کے لیے شادی کے گیت کا اہتمام کر چکے ہو؟۔ یا فرمایا: کیا تم اس کے لیے شادی کے گیت کا اہتمام نہیں کرو گے؟۔ پھر فرمایا: یہ اَنصاری قبیلہ ایسے مواقع پر ترنم کے ساتھ کلام سننا پسند کرتا ہے۔"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

أَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَقَالَ: أَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ. قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: أَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ يُغَنِّي؟ قَالَتْ: لَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِنَّ الْأَنْصَارَ قَوْمٌ فِيهِمْ غَزَلٌ، فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُولُ: أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ، فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ.[17]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے قریبی ایک انصاری لڑکی کی شادی کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا: کیا تم نے دلہن کو تیار کر لیا ہے؟ انہوں نے اس کا اثبات میں جواب دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید دریافت فرمایا: کیا تم نے شادی کا گیت سنانے کے لیے کسی کا بندوبست کیا ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نفی میں جواب دیا، تو اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ ارشاد فرمایا: اَنصار لوگ ترنم کے ساتھ کلام سننا پسند کرتے ہیں، بہتر ہے کہ تم کسی خوش آواز کا انتظام کرو جو یہ کہے کہ "ہم آپ کے پاس آئے ہیں، ہم آپ کے پاس آئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو عمر دراز عطا فرمائے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا عمل

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلَى قُرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ فِي عُرْسٍ وَإِذَا جَوَارٍ يُغَنِّينَ، فَقُلْتُ: أَنْتُمَا صَاحِبَا رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَمِنْ أَهْلِ بَدْرٍ يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ؟ فَقَالَ: اجْلِسْ إِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا، وَإِنْ شِئْتَ اذْهَبْ، قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِي اللهِ وِعِنْدَ الْعُرْسِ.[18]

CC BY

”میں، قرظہ بن کعب اور حضرت ابو مسعود انصاری کے پاس ایک شادی میں حاضر ہوا جہاں اتفاقاً بچیاں ترنم کے ساتھ شادی کا نغمہ سنا رہی تھیں۔ میں نے حیرت سے کہا: تم دونوں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَصحاب اور اہلِ بدر میں شامل ہو اور تمہاری موجودگی میں یہ کام ہو رہا ہے! وہ دونوں صحابہ فرمانے لگے: اگر تمہارا جی چاہے تو تم ہمارے ساتھ بیٹھ کر سنو وگرنہ چلے جاؤ، ہمیں شادی میں تفریح کی رخصت دی گئی ہے (کیونکہ شادی ایک خوشی ہے اور اس میں مباح تفریح کی اجازت ہے)۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک اور حدیث میں وہ بیان فرماتی ہیں:

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ، فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ. وَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ، فَانْتَهَرَنِي، وَقَالَ: مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَقَالَ: دَعْهُمَا، فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا. وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ. فَإِمَّا سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَإِمَّا قَالَ: تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّي عَلَى خَدِّهِ، وَهُوَ يَقُولُ: دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ. قَالَ: حَسْبُكِ. قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَاذْهَبِي.[19]

”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں جنگ بعاث (دو انصاری قبیلوں خزرج اور اَوس کے درمیان زمانہ جاہلیت کی رزمیہ کہانی) کے ترانے گا رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر پر لیٹ گئے اور منہ پھیر لیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شیطانی باجہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: انہیں کرنے دو۔ جب ان کی توجہ ہٹ گئی تو میں نے لڑکیوں کو چلے جانے کا اشارہ کیا۔ یہ حبشیوں کی عید کا دن تھا جو ڈھالوں اور برچھیوں سے تفریح دکھاتے تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا آپ نے خود فرمایا: تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں عرض گزار ہوئی: جی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اور میرا رخسار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار پر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: اے بنی ارفدہ! اور دکھاؤ۔ یہاں تک کہ جب میں اُکتا گئی تو مجھ سے فرمایا: بس؟ عرض کی: جی۔ فرمایا: تو پھر جاؤ۔“

ترنم اور نغمگی کے بارے میں اقوال سلف

اقوال سلف سے بھی اِس کی تائید ہوتی ہے کہ ترنم کے ساتھ موزوں کلام کا پڑھنا جائز ہے۔

امام ابو نصر سراج طوسی نے کتاب اللُّمع میں عمدہ آواز کے بارے میں لکھا ہے:

حکماء نے عمدہ آواز اور اچھے نغموں کی خوبیوں کے متعلق بحث کی ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے بہت کچھ کہا ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے عمدہ آواز کے متعلق سوال کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: ”یہ ایسے مخاطبات اور حق کی طرف اشارے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر پاکیزہ مرد اور عورت کے اندر ودیعت کر رکھا ہے۔“

یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہو اس کے لئے عمدہ آواز ہوا کا ایک جھونکا ہے۔

میں نے احمد بن علی وجیہی کو سنا، وہ فرماتے تھے: میں نے ابو علی رودباری کو سنا کہ ابو عبد اللہ الحارث بن اسد محاربی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ”تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ حاصل ہو جائیں تو ان سے فائدہ ہوتا ہے، مگر وہ تینوں ہم میں مفقود ہیں: (1) دین داری کے ہوتے ہوئے عمدہ آواز، (2) اپنے آپ کو بچاتے ہوئے خوبصورت چہرہ اور (3) وفاداری کے ساتھ اچھی دوستی۔“

بندار بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: ”عمدہ آواز ایسی حکمت ہے جو بات کا جواب دیتی ہے، اور یہ ایک سلیم آلہ ہے جو رسیلی آواز اور لطیف زبان سے ادا کی جاتی ہے، اور یہ صاحبِ قوت اور صاحبِ علم اللہ تعالیٰ کے اندازے ہیں جو اُس نے مقرر کر رکھے ہیں۔ ایک اور لطیف بات جو اللہ تعالیٰ نے عمدہ آواز میں ودیعت کر رکھی ہے یہ ہے کہ جب کوئی بچہ درد کی وجہ سے اپنے بستر میں روتا ہے اور پھر وہ اچھی آواز سنتا ہے تو وہ چپ ہو جاتا ہے اور سو جاتا ہے۔

یہ بھی مشہور ہے کہ پہلے زمانے کے لوگ سوداوی مرض کے مریض کا علاج عمدہ آواز سے کیا کرتے تھے اور مریض صحت یاب ہو جاتا تھا۔

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب الرسالۃ القشیریۃ میں لکھا ہے:

جان لو کہ عمدہ الحان اور پرذوق نغمگی کے ساتھ اَشعار کا سننا جائز ہے، بشرطیکہ سننے والا کسی ممنوع چیز کا معتقد نہ ہو اور کوئی ایسی بات نہ سنتا ہو جو شرعاً مذموم ہو اور نہ وہ اپنی خواہشات کی رَو میں بہہ جاتا ہو اور فضول چیز کی طرف بھی مائل نہ ہو۔ اس بات میں کسی قسم کا اختلاف نہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شعر پڑھے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اَشعار کی سماعت فرمائی اور پڑھنے پر کوئی اِعتراض نہیں کیا۔ جب عمدہ الحان کے بغیر اَشعار کا سننا جائز قرار دیا ہے تو عمدہ اِلحان کے ساتھ سننے سے اس کے حکم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ یہ تو ظاہری حال ہے، مزید برآں وہ الحان جو سننے والے کو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی بھرپور رغبت دلائیں اور اسے یاد دلائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی بندوں کے لیے کیا کیا درجات مہیا کر رکھے ہیں اور اسے لغزشوں سے بچنے پر مجبور کریں اور اس کے دل پر نیک و پاک واردات کا موجب بنیں، وہ دین میں مستحب سمجھے جاتے ہیں اور شرع میں پسندیدہ کہلاتے ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ میں ایسا کلام آیا ہے جو شعر کے قریب قریب ہے۔ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ یہ نہ تھا کہ وہ کلام شعر بن جائے۔ حمید سے روایت ہے: میں نے اَنس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انصار خندق کھود رہے تھے اور شعر پڑھتے جاتے تھے:

ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر زندگی بھر کے لیے جہاد کی بیعت کی۔‘

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جواب میں کہا:

اللّٰہم! لا عیش إلا عیش الآخرةفاکرم الأنصار والمہاجرة

OPEN ACCESS

”خدایا! آخرت کی زندگی کے سوا کوئی زندگی نہیں، لہٰذا تو انصار اور مہاجرین کو عزت بخش۔“

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ شعر تو نہیں مگر قریب قریب ضرور ہیں۔

سلف اور اکابر نے اِلحان کے ساتھ شعر سنے ہیں۔ سلف میں سے جنہوں نے اس کو جائز قرار دیا ہے، ان میں مالک بن انس بھی ہیں اور اہل حجاز تو سب کے سب دف کے ساتھ کلام پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ حدی کے جائز ہونے پر بھی سب کا اتفاق ہے۔ اس کے متعلق احادیث اور آثار کثرت سے آئے ہیں۔

ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں سے حضرت عبد اللہ بن زبیر، مغیرہ بن شعبہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنھم اور دیگر بہت سے نیک اسلاف، جن میں تابعین بھی شامل ہیں، نے سماع کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ہمارے ہاں مکہ مکرمہ میں سال کے اَفضل دنوں میں اہل حجاز سماع سنتے چلے آئے ہیں۔ یہ وہ ایام معدودہ ہیں جن میں اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو اپنے ذکر کا حکم دیا ہے، جیسے ایام تشریق (عید الاضحی کے بعد تین دنوں) میں۔ اہل مکہ کی طرح اہل مدینہ بھی آج تک سماع سنتے چلے آ رہے ہیں۔

ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی قول ہے کہ حضرت ابو الحسن بن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا: آپ سماع کا انکار کیسے کرتے ہیں حالاں کہ حضرت جنید بغدادی، حضرت سقطی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سنتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: میں اس کا انکار کیسے کر سکتا ہوں جب کہ مجھ سے بہتر شخصیت نے اسے سنا اور اس کی اجازت دی! ابو الحسن عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ جو اولیاء کرام میں سے تھے۔ قوالی سنتے اور بے ہوش ہو جاتے تھے۔ انہوں نے اس کے بارے میں ایک کتاب لکھی اور اس میں منکرینِ سماع کا رد کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شعر ایک کلام ہے اس میں اچھا، اچھا ہے اور قبیح برا ہے۔

حضرت یونس بن عبد الاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اہلِ مدینہ سماع کو جائز سمجھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں علمائے حجاز میں سے کسی کو نہیں جانتا جس نے سماع کو مکروہ سمجھا ہو مگر جو اَوصاف کسی کے اَعضا کے اَوصاف کے بارے میں ہوں۔ لیکن حدی اونٹوں کے ساتھ چلتے ہوئے اَشعار پڑھنا، منزلوں اور ان کے آثار سے متعلق اَشعار اور اچھی آواز میں ترنم کے ساتھ اَشعار پڑھنا مباح ہے۔

فقہی مذاہب کی روشنی میں نغمگی کا تصور

یہ بات ذہن نشین رہے کہ فقہی مذاہب کتاب و سنت کے مدمقابل کوئی ایسا اَمر شرعی نہیں کہ جس سے قرآن و حدیث کی طرح اَحکام مستنبط ہوتے ہوں، ایسا سوچنا بھی باطل اور جہالت پر مبنی نظریہ ہے۔ فقہی مذاہب دراصل کتاب و سنت کی تشریح و تعبیر ہوتے ہیں یعنی کوئی مسئلہ جو قرآن مجید میں بیان ہوا ہو اور اس بارے میں احادیث مبارکہ وارد ہوں بعد ازاں فقہائے کرام نے ان نصوص شرعیہ کی روشنی سے جو سمجھا ہو وہ ان کا مسلک و مذہب قرار پاتا ہے۔ پس فقہی مذاہب شرعی نصوص کو سمجھنے کا بہترین ذریعہ ہیں اور یہ ایسا فہم و ادراک ہے، جسے مسلمانوں نے ہر زمانے میں صحیح طریقے سے قبول کیا اور اس کی اتباع کی۔ تاریخ اسلام میں اسلامی فقہ کی تدوین و تخریج میں چار عظیم فقہائے کرام "حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا کردار نمایاں ہے۔ یاد رہے کہ جب ہم غناء سے متعلق فقہاء کے اَقوال کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس غناء سے مراد ایسا غناء ہے، جس میں آواز کی خوب صورتی، ترنم اور نغمگی ہوتی ہے اور یہ غناء اس موسیقی کے بغیر ہوتا ہے جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔

ذیل میں ہم معروف اور متداول فقہی مذاہب کے تصورِ غناء کو بیان کریں گے:

فقہائے اَحناف کا مؤقف

اَحناف کے نزدیک ایسا غناء جو بغیر کسی مناسبت کے لہو ولعب کی غرض سے ہو بالاتفاق حرام ہے۔ جب کہ ایسا غناء جس کا تعلق تقریبات جیسے عرس اور عیدوں کی تقریبات سے ہو تو بعض فقہاء کے ہاں یہ مباح ہے جبکہ بعض کے ہاں مکروہ تنزیہی ہے۔ گویا کہ اس صورت میں فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ گناہ نہیں ہے۔ جہاں تک ایسے غناء کا تعلق ہے جو زبان کی فصاحت و بلاغت اور قوافی سے استفادہ کی غرض سے ہو تو یہ بغیر کسی کراہت کے مباح ہے اور جو غناء اپنے نفس کی وحشت و تنہائی دور کرنے کے لئے ہو، کچھ نے اسے مباح اور کچھ نے مکروہ جبکہ بعض نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ گویا کہ ائمہ نے ایسے غناء کو بھی بالاتفاق حرام نہیں کہا۔

1۔ امام سرخسی

فقہاء احناف کے نزدیک ایسا غناء حرام ہے، جو کسی موقع و مناسبت کی بجائے محض لہو ولعب کی غرض سے ہو۔ شمس الائمہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولا تجوز الاجارۃ علی تعلیم الغناء والنوح لأن ذلک معصیۃ۔[20]

”غناء سکھانے کے لئے اجرت لینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ معصیت کے زمرے میں آتا ہے۔“

2۔ علامہ شامی

وہ غناء جس کا اہتمام تقریبات اور عرسوں کے موقع پر کیا جائے، کچھ فقہاء نے اسے مباح قرار دیا ہے، جب کہ بعض فقہائے کرام اسے مکروہ قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

اعلم أن التغنی الاسماع الغیر وإیناسه حرام، ومنهم جوزه فی العرس والولیمة، وقیل: إن كان یتغنی لیستفید به نظم القوافی وفصاحة اللسان فلا بأس، أما التغنی لإسماع نفسه قیل لا یكره، وبه أخذ شمس الإئمة، لما روی ذلك عن أزبد الصحابة، البراء بن عازب رضی الله عنه، والمكروه علی ما یكون علی سبیل اللهو. ومن المشایخ، من قال: ذلك یكره. وبه أخذ شیخ الإسلام بزازیة.[21]

OPEN ACCESS

’جہاں تک ان کے اس قول کا تعلق ہے جو حدیث مالک سے متعلق ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی آواز بلند کی۔ اس کا معنی یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے شعر پڑھتے ہوئے اپنی آواز بلند کی، جیسے کوئی ترنم کے ساتھ کلام پڑھتا ہے، اہل عرب اس شخص کے بارے میں کہتے ہیں جو اپنی آواز کو ترنم کے ساتھ بلند کرتا ہے۔ اس حدیث میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ شعر پڑھتے ہوئے آواز بلند کرنا جائز ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو شعر پڑھتے ہوئے ترنم کے ساتھ آواز بلند کرنے سے منع نہیں کیا اور اس بنیاد پر علماء نے غناء کو جائز قرار دیا ہے اور سلف صالحین کے اقوال بھی اس موقف کی تائید میں وارد ہوئے ہیں اور اس طرح کے غناء کو غناء رکبان، غناء نشیب اور غناء حداء کا نام دیا گیا ہے، اور غناء کی ان مختلف صورتوں کو جائز قرار دیا گیا ہے۔“

فقہ مالکی میں غناء سے متعلق موقف

مذہب مالکی میں غناء کے بارے میں بہت زیادہ شدت نہیں پائی جاتی۔ علامہ عز بن عبد السلام کا شمار اَجل مالکی ائمہ میں ہوتا ہے، ان کے علم اور دین کے تدبر اور سوجھ بوجھ کے بارے میں مالکی فقہاء کا اس حد تک اتفاق ہے کہ وہ کہتے ہیں:

لا ينعقد إجماع بدونه.

”ان کے بغیر اجماع متحقق نہیں ہوتا۔“

علامہ عز بن عبد السلام کہتے ہیں: اصلاح قلوب خارجی عوامل کے ذریعہ ممکن ہے، ان عوامل میں قرآن مجید، وعظ و تذکیر، حدی خوانی اور ترانے شامل ہیں۔[22]

دوران سفر حدی خوانی مالکیہ کے نزدیک مباح ہے۔ چنانچہ ابن عبد البر بیان کرتے ہیں:

وأما قوله فی حدیث مالک: فرفع بلال عقیرته، فمعناه رفع بالشعر صوته کالمتغنی به ترنما، وأکثر ما تقول العرب: رفع عقیرته، لمن رفع بالغناء صوته، وفی هذا الحدیث دلیل علی أن رفع الصوت بإنشاد الشعر مباح، ألا تری أن رسول ا؟ صلی اللہ علیه وآله وسلم لم ینکر علی بلال رفع عقیرته بالشعر، وکان بلال قد حمله علی ذلک شدة تشوقه إلی وطنه، فجری فی ذلک علی عادته، فلم ینکر رسول ا؟ صلی اللہ علیه وآله وسلم، وهذا الباب من الغناء قد أجازه العلماء، ووردت الآثار عن السلف بإجازته، وهو یسمی غناء الرکبان، وغناء النصب والحداء، وهذه الأوجه من الغناء لا خلاف فی جوازها بین العلماء.[23]

”جہاں تک ان کے اس قول کا تعلق ہے جو حدیث مالک سے متعلق ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی آواز بلند کی۔ اس کا معنی یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے شعر پڑھتے ہوئے اپنی آواز بلند کی، جیسے کوئی ترنم کے ساتھ کلام پڑھتا ہے، اہل عرب اس شخص کے بارے میں کہتے ہیں جو اپنی آواز کو ترنم کے ساتھ بلند کرتا ہے۔ اس حدیث میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ شعر پڑھتے ہوئے آواز بلند کرنا جائز ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو شعر پڑھتے ہوئے ترنم کے ساتھ آواز بلند کرنے سے منع نہیں کیا اور اس بنیاد پر علماء نے غناء کو جائز قرار دیا ہے اور سلف صالحین کے اقوال بھی اس موقف کی تائید میں وارد ہوئے ہیں اور اس طرح کے غناء کو غناء رکبان، غناء نشیب اور غناء حداء کا نام دیا گیا ہے، اور غناء کی ان مختلف صورتوں کو جائز قرار دیا گیا ہے۔“

فقہ شافعی میں غناء کا تصور

غناء کے بارے میں شوافع کا موقف یہ ہے کہ غناء بغیر آلہ موسیقی کے حرام نہیں ہے۔ پس یہ بھی اس کی مطلقاً اباحت کے قائل ہیں اور کبھی کبھی اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔ ائمہ شوافع میں سے خطیب شربینی فرماتے ہیں:

مع أن التحقیق: أن الغناء لیس محرما مطلقا، وإنما المحرم إذا کان بآلة فی الهیئة الاجتماعیة.[24]

”یقیناً غناء مطلقاً حرام نہیں ہے اور غناء اس صورت میں حرام ہوگا جب وہ آلہ موسیقی کے ساتھ اجتماعی صورت میں کسی تقریب میں ہو۔“

اس طرح انہوں نے ایک دوسرے مقام پر کہا ہے:

ویکره الغناء وهو بالمد، وقد یقصر، وبکسر المعجمة: رفع الصوت بالشعر، لقوله سبحانه تعالی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ) [لقمان، 31: 6] قال ابن مسعود: هو والله الغناء. رواه الحاکم، ورواه البیهقی، عن ابن عباس وجماعة من التابعین، هذا إذا کان بلا آلة من الملاهی المحرمة، ویکره سماعه.[25]

”غناء مکروہ ہے اس حالت میں جب وہ آواز کو کھینچ کر کیا جائے اور شعر کو بلند آواز سے پڑھنا ترنم کے ساتھ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو بےہودہ کلام خریدتے ہیں۔“ تو اس حوالے سے ابن مسعود ص نے کہا: خدا کی قسم! اس سے مراد غناء ہے۔ امام حاکم اور بیہقی نے اسے روایت کیا ہے اور ابن عباس اور دیگر تابعین سے روایت ہے کہ آلہ موسیقی کے ساتھ غناء حرام ہے اور آلہ موسیقی کے بغیر اس کی سماعت شدید مکروہ ہے۔“

بعض شوافع کے نزدیک غناء مکروہ ہے۔ فقہاء شوافع میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے غناء کو مباح قرار دیا ہے، بشرطیکہ کلام ایسا نہ ہو جو معصیت کی طرف لے جاتا ہے، جیسے شعر اور عام عادت سے ہٹ کر کلام ہو۔ جن فقہاء نے یہ موقف اختیار کیا ہے ان میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں

نظم الشعر، وإنشاده، وسماعه، بألحان، وغیر ألحان، لیس بحرام، إلا أن یکون فی الشعر هجو، أو وصف امرأة معینة أو فحش، وما یحرم نثره فیحرم نظمه، فإن الشعر کلام، حسنه حسن، وقبیحه قبیح، وقد أنشد عند رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم أشعار ولم ینکرها.

CC BY

وإن أطنب في المدح، حتى انتهى إلى حد الكذب، قيل: إنه حرام، والصحيح: أن ذلک ليس بكذب، إذ ذلک ليس يقصد منه الاعتقاد والتصديق، بل هو إظهار صنعة في الكلام، وسماع الغناء مباح، لأن ماجاز اللحن، جاز مع ألحان، إلا أن يتخذ ذلک عادة.[26]

"شعر کو ترنم کے ساتھ یا بغیر ترنم کے پڑھنا اور سننا حرام نہیں ہے مگر یہ کہ اس شعر میں ہجو ہو یا اس میں کسی عورت کی صفات بیان کی گئی ہوں یا فحش کلام پر مبنی ہو تو اس صورت میں وہ حرام ہو گا۔ اور جس کلام کو نثر میں بیان کرنا حرام ہو وہ بصورتِ شعر بھی حرام ہے۔ پس شعر کلام ہے، اگر اچھا کلام ہے تو اچھا ہے اور اگر کلام قبیح ہے تو شعر بھی قبیح ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اَشعار پڑھے گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں روکا۔ اگر کوئی شخص مدح سرائی میں اس قدر آگے بڑھ گیا کہ وہ کذب بیانی کی حدوں کو چھونے لگا تو اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ حرام ہے۔ اور درست بات یہ ہے کہ غناء پر جھوٹ کا حکم نہیں لگتا کیونکہ غنا کا مقصد عقیدہ وایمان کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ کلام کے ذریعہ فن کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اور غناء کی سماعت مباح عمل ہے کیونکہ جس کلام کا پڑھنا جائز ہے اسے خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھنا بھی درست ہے لیکن یہ بات پیش نظر رہے کہ اسے بطورِ پیشہ اختیار نہ کیا جائے۔"

اسی طرح امام غزالی کے نزدیک غناء کا شمار کبھی طاعت میں ہوتا ہے تو کبھی یہی غناء معصیت کے زمرے میں آتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے غناء کو محض ایک وسیلہ شمار کیا ہے اور اس کا فی نفسہ کوئی حکم نہیں ہے بلکہ اس کے حکم کا تعین غناء کے استعمال پر ہوتا ہے۔

پس حقیقت میں یہ فی نفسہ مباح عمل ہے اور اس کو معصیت یا طاعت کے زمرے میں لانے کا سبب غناء کا استعمال ہے۔

حاشیۃ البیجرمی میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

قال الغزالي: الغناء إن قصد به ترويح القلب على الطاعة، فهو طاعة، أو على المعصية، فهو معصية، أو لم يقصد به شيء فهو لهو معفو عنه.[27]

"امام غزالی فرماتے ہیں: "اگر غناء سے مقصود دل کو طاعت کی طرف مائل کرنا ہے تو اس طرح کے غناء کو طاعت کے زمرے میں شمار کیا جائے گا اور اگر دل اس غناء سے معصیت کی طرف مائل ہوتا ہے تو ایسا غناء معصیت کے ضمن میں شمار ہو گا، اور اگر اس غناء سے کچھ بھی مقصود نہیں تو اس صورت میں یہ لہو ولعب کا ایسا عمل ہے جو معاف ہے۔"

فقہاء حنابلہ کا مؤقف

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غناء مکروہ ہے جب کہ دیگر فقہاء حنابلہ غناء کے حرمت اور اباحت کے مابین متردد ہیں۔ تاہم حدی خوانی حنابلہ کے نزدیک مطلقاً مباح ہے۔

ابن قدامہ سے منقول ہے کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مجھے غناء پسند نہیں ہے کیونکہ یہ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔ مزید لکھتے ہیں:

واختلف أصحابنا فيه، فذهب طائفة غلى حرمته، لأنه يروى عن ابن عباس، وابن مسعود، عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنه قال: "الغناء ينبت النفاق في القلب."

وذهب أبو بكر والخلال إلى إباحته مع الكراهة، وهو قول القاضي، لأن عائشة رضي الله عنها قالت: "كانت عندي جاريتان تغنيان، فدخل أبو بكر فقال: مزمور الشيطان في بيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: "دعهما فإنها أيام عيد". قال أبو بكر: الغناء والنوح واحد، مباح مالم يكن فيه منكر، ولا فيه طعن.'[28]

ہمارے اَصحاب نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے۔ پس کچھ نے اس کو حرام قرار دیا ہے اور ان کی دلیل وہ روایت ہے، جسے ابن عباس اور ابن مسعود نے روایت کیا ہے۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غناء دل میں نفاق کو جنم دیتا ہے۔

"اور ابو بکر اور خلال نے موقف اختیار کیا ہے کہ یہ عمل کراہت کے ساتھ مباح ہے اور یہی موقف القاضی کا ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی ا؟ عنہا فرماتی ہیں: "میرے پاس دو بچیاں خوبصورت آواز میں کلام پڑھ رہی تھیں، پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شیطان کا مزمار ہے؟ پس اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انہیں (پڑھنے) دو کیونکہ یہ ان کی خوشیوں کا دن ہے۔ اور ابو بکر بن عبد العزیز کا موقف ہے کہ غناء اور نوح ایک ہی چیز ہے اور یہ دونوں مباح ہیں بشرطیکہ اس میں کوئی بری چیز نہ ہو۔"

ابن قدامہ اپنی کتاب "المغنی" میں لکھتے ہیں:

واختلف أصحابنا في الغناء، فذهب أبو بكر الخلال، وصاحبه أبو بكر عبد العزيز إلى إباحته، وقال أبو بكر عبد العزيز: الغناء والنوح معنى واحد مباح، مالم يكن معه منكر، ولا فيه طعن، وكان الخلال يحمل الكراهة من أحمد على الأفعال المذمومة، لا على القول بعينه.[29]

(ابن قدامہ، المغنی، 10: 174) '

'ہمارے اَصحاب کے مابین غناء کے مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابو بکر الخلال اور ابو بکر عبد العزیز کا موقف ہے کہ یہ مباح ہے۔ ابو بکر عبد العزیز کہتے ہیں کہ غناء اور "نوح" ہم معنی الفاظ ہیں اور یہ مباح ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ کوئی بری چیز شامل نہ ہو اور ابو بکر خلال نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے غناء میں کراہت کا احتمال مذموم اَفعال کی وجہ سے بیان کیا ہے نہ کہ محض کلام پڑھنے کی وجہ سے۔"

مذاہب اربعہ کے غناء کے موقف پر اجمالی نظر

جب ہم مذاہب اربعہ کے مؤقف۔ جو انہوں نے مسئلہ غناء میں اختیار کیا ہے۔ پر اِجمالی نظر دوڑاتے ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ غناء آلہ موسیقی کے ساتھ اور بغیر آلہ موسیقی کے ساتھ ایسا مسئلہ ہے جس پر علماء اسلام کے مابین کچھ امور میں اتفاق ہے اور کچھ امور میں اختلاف۔ ایسے غناء میں اختلاف ہے جو بغیر آلہ موسیقی کے ہو اور بغیر کسی تقریب کے ہو۔ پس کچھ فقہاء نے

CC BY

اس کو مباح قرار دیا ہے، کچھ نے مکروہ اور کچھ نے سلف صالحین اور ائمہ کرام نے کی ہے۔ پس جس نے موسیقی کے جواز کا قول دیا ہے، اُس نے یہ قول امام غزالی، امام ابن حزم ابن سمعانی اور دیگر سلف صالحین کے اقوال کی اتباع میں کیا ہے۔

فقہاء کی آراء کی روشنی میں درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

وہ غناء جو بغیر آلہ موسیقی کے ہو اور جس کا اہتمام جائز تقریبات جیسے عرس، عید اور شادی کی تقریبات میں ہو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

"حدی خوانی" مباح ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں۔

غناء کو ہمیشگی کے ساتھ اختیار کرنے والا اور اس کو سننے والے شخص کی گواہی مردود ہے کیونکہ غناء پر دوام اختیار کرنا اور اس میں کثرت کرنا کسی شخص کو اباحت کی حدود سے خارج کر کے کراہت کی حدود تک لے جا سکتا ہے اور ممکن ہے حرام کی حدود میں داخل کر دے۔

ہر وہ غناء جو فحش یا فسق یا معصیت پر ابھارنے جیسے امور پر مشتمل ہے اس کے حرام ہونے پر علماء کرام کے مابین اتفاق رہا ہے۔

ایسا فطری غناء جو آلات موسیقی اور معصیت کو ابھارنے سے خالی ہو اور ایسے اچھے کلام پر مشتمل ہو، جس میں محض وزن، نغمگی اور تاثیر جمع ہو جائے، اس کے مباح ہونے پر علماء کرام کے مابین اتفاق ہے۔

چونکہ غناء کا اہتمام عموماً خوشی و مسرت کے مواقع، جیسے ولیمہ، عرس اور عید کی تقریبات میں کیا جاتا ہے، اس میں ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ شرعی حدود کے اندر ہو اور اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

خلاصہ بحث

قرآنی ارشادات اور فرمودات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ شادی کے موقعوں پر ڈھول بجانا اور خوشی کے تہواروں کی مناسبت سے صحت مند شاعری اور خوبصورت کلام عمدہ آواز کے ساتھ پڑھنا نیز تفریحی کھیل کود اسلامی احکام کی خلاف ورزی نہیں، یہ عمل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت بھی رہا ہے۔ یہ خوشی اور مسرت و شادمانی کا فطری اور بے ساختہ اظہار ہے، جس سے لوگوں کو اپنے جذبات طرب و مسرت کے اظہار کا جائز موقع فراہم ہوتا ہے۔ یہ لوگوں کی ثقافتی ضرورت بھی ہے، خاص طور پر ان کی جو دکھوں اور غموں سے پریشان حال ہوتے ہیں۔ ہر چیز جو قرآن و سنت سے مطابقت رکھتی ہے، قابل تحسین ہے اور اس پر کسی مزید جواز کی ضرورت نہیں کہ لوگوں کے جائز جذبات مسرت پر کوئی سند لائی جائے۔ تاہم بعض احتیاطی اور انسدادی تقاضوں کو بہر صورت پورا کرنا لازمی و لابدی ہے۔ شائستگی کی حدوں کو پھلانگنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ لغو، بے ہودہ اور فحش باتوں سے اجتناب برتا جائے اور مخلوط اجتماعات سے گریز کیا جائے کیونکہ اسلام اخلاق، میانہ روی اور توازن کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے ایسے مواقع پر اچھائی اور نیکی کے کاموں سے پہلو تہی ہرگز نہ کی جائے۔

---

[1] سورۃ لقمان، آیت ٦

[2] تفسیر قرطبی، v,14,p48، تفسیر ابن کثیر v,2,p,1035 ضیاء القرآن، لاہور، س،ن

[3] سورۃ النجم، آیت ٥٩

[4] تفسیر ابن کثیر، ابن کثیر الشافعی، v,7,p480، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[5] تفسیر قرطبی، شمس الدین القرطبی، v17,p,29

[6] تاج العروس من جواہر القاموس، زبیدی محمد بن عبدالرزاق المرتضی، v,2,p,381 (1205)، طبعہ کویت، مکتبہ وقفیہ س،ن

[7] تفہیم القرآن، ابوالاعلی مودودی، v,5,p,224 ادارہ ترجمان القرآن، س،ن

[8] سورۃ بنی اسرائیل، آیت ٦٤

[9] تفسیر قرطبی، v,17,p,109 ضیاء القرآن، لاہور

[10] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الادب، ح ٦١٥٤، دار الاسلام ریاض ١٩٩٩

[11] تفسیر قرطبی، امام قرطبی، v 10,p,250 ضیاء القرآن، لاہور

[12] ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، ج4: ص6) س،ن

cc BY

[13] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءۃ بالقرآن، 4ج: 1925، رقم: رقم: 4761 ۴ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن، 1ج: 546، رقم: 793)، دار ابن کثیر، دمشق، س، ن

[14] ص، ۲۰، ۱۹، ۱۸

[15] مصنف ابن ابی شیبہ، 3: 2945. حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 2: 201، رقم: 32750. السنن الکبری للبیہقی، 7: 289، رقم: 414471. المعجم الکبیر للطبرانی

[16] صحیح ابن حبان، 13: 18. ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، موارد الظمآن للہیثمی، 1: 494، رقم: 2016، دار الکتب العلمیہ، بیروت

[17] سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الغناء والدف، 1: 612، رقم: ۱۹۰۰، دارالسلام، الریاض

[18] سنن نسائی، کتاب النکاح، باب اللہو والغناء عند العرس، 6: 135، رقم: 3383، دار السلام، الریاض

[19] صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب الحراق والدرق یوم العید، 1: 323، رقم: 907، ۲ صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الدرق، 3: 1064، رقم: 2750، دار ابن کثیر، دمشق

صحیح مسلم، کتاب صلاۃ العیدین، باب الرخصۃ فی اللعب لامعصیۃ فیہ، 2: 609، رقم: 892، دار السلام، الریاض

[20] (سرخسی، المبسوط، 16: 41) دار المعرفہ، بیروت، س ۱۴۰۹

[21] (ابن عابدین، حاشیہ رد المحتار علی در المختار، 5: 482)، دار اکتب العلمیہ، بیروت لبنان (ابن عبد البر، التمہید، 22: 196، 197)، وزاۃ الاوقاف والشؤئون الاسلامیہ، المغرب ۱۴۱۲

[22] عبدری المالکی، التاج والاکلیل، 2: 62 دار ابن حزم، س، ن

[23] ابن عبد البر، التمہید، 22: 196، 19، وزاۃ الاوقاف والشوئون الاسلامیہ، المغرب ۱۴۱۲

[24] خطیب شربینی، مغنی المحتاج، 2: 111، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س، ۴۲۱

[25] خطیب شربینی، مغنی الحتاج، 4: 428، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س، ۱۴۲۱

[26] غزالی، الوسیط، 7: 351،

[27] بیجرمی، حاشیہ، 4: 375)

[28] ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازی، الکافی، 4: 526)، مرکز بحوث دار الحدیث، ایران

[29] ابن قدامہ، المغنی، 10: 174 دار الحدیث، قاہرہ

OPEN ACCESS